بڑی مشکل سے ہوتا ہے چمن میں ......

☆☆☆ پروفیسر سعید احمد چنیوٹی فیصل آباد ☆☆☆

نہایت افسوس کہ کہنہ ادب شاعر بے مثل خطیب، عظیم سکالر، متنوع اوصاف کا حامل یگانہ روزگار علمی وادبی مجلسوں کی زینت پروفیسر عبدالجبار شاکر 13 اکتوبر کو وفات پا گئے۔

انا للہ وانا الیہ راجعون

قحط الرجال کے دور میں ان کی وفات بیک وقت علمی، ادبی اور دینی حلقوں کیلئے عظیم اور ناقابل تلافی نقصان ہے۔ ملک وقوم اور جماعتوں کو ایسے بے لوث اور محنتی افراد کی اشد ضرورت ہے جو لوگوں پر بوجھ بننے کی بجائے دوسروں کا بوجھ اٹھائیں، قومی اور ملی درد کو ذاتی اغراض پر ترجیح دیں۔ تحقیق وریسرچ کی شمع روشن کر کے متلاشیان حق کی راہنمائی کریں، اپنا گھر جلا کر علم کی بستیاں آباد کریں اپنی جائیداد یں بیچ کر شمع علم کو فروزاں کریں، قوموں سے لینے کی بجائے انہیں کچھ دینے کا ذوق ہو موجودہ مادی دور اور افراتفری کے عالم میں ایسے افراد کا وجود غنیمت تھا ایسے اشخاص جنہیں اپنے فن سے پیار ہو، ذوق سے عشق ہو، رجحانات سے جنون ہو، مذہب سے وابستگی اور ملت سے وارفتگی ہو۔

پروفیسر شاکر صاحب ہمہ جہت کمالات واوصاف کے مالک تھے۔ ایک طرف ادبی محفلوں کی زینت، ادھر چراغ محراب ومنبر، مقبول ترین ادیب وشاعر علمی اداروں اور اکیڈمیوں کے رکن، علوم ادبیہ کا یگانہ، علوم عربیہ کا خزانہ، علوم عقلیہ کا ناقد، علوم دینیہ کا ماہر، فن سیرت کا واقف احراز، اقبالیات دانائے رموز گوشہ علم کا معتکف ہم سے جدا ہو گیا۔

بڑی مشکل سے ہوتا ہے چمن میں دیدہ ور پیدا

حالات زندگی: مرحوم کے خاندانی پس منظر میں اس قدر ہی بتانا مقصود ہے کہ آپ کے والد محترم حکیم عبدالعزیز راجپوتوں کے متوسط درجہ کے زمیندار گھرانہ سے تعلق رکھتے ہوئے عالم دین اور مستند حکیم بھی تھے۔ ان کے ہاں جب یکم جنوری 1947ء کو یہ بچہ پیدا ہوا تو اس کا نام عبدالجبار رکھا جو علمی دنیا میں عبدالجبار شاکر کے نام سے مشہور رہا۔

پروفیسر صاحب نے تعلیم کا آغاز عصری علوم کی تحصیل سے کیا‘ مڈل تک کی تعلیم چونیاں اور اپنے گاؤں حسین والہ میں حاصل کی۔ پھر میٹرک‘ ایف اے‘ بی اے کرنے کے بعد 1968ء میں پنجاب یونیورسٹی کے اورنٹیئل کالج لاہور سے ایم اے اردو کا امتحان نمایاں پوزیشن میں پاس کیا۔ یونیورسٹی میں تعلیم کے دوران آپ نے سینکڑوں مباحثوں مذاکروں اور مشاعروں میں شرکت کی اور انعامات وصول کئے طالب علمی ہی سے انہیں ذوق مطالعہ سے آشنائی تھی۔

جو وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ جنون کی شکل اختیار کر گئی آپ کی آبائی زمین میں سے اکثر رقبہ کتابوں کے شوق میں نیلام ہو چکا۔ کتابوں کو جمع کرنے کا شوق آہستہ آہستہ بڑھتا چلا گیا یہاں تک کہ آپ کا کتب خانہ عالمی شہرت اختیار کر گیا جس میں کتب کی تعداد لاکھ سے متجاوز ہو گئی جس میں ہزاروں کی تعداد میں مخطوطات اس کے علاوہ ہیں

ملک میں لائبریریاں تو بہت ہیں لیکن پروفیسر صاحب کی لائبریری کا امتیاز یہ ہے کہ جس قدر سیرت کے موضوع پر کتابیں ان کے پاس ہیں ملک کی کسی لائبریری میں یہ اثاثہ اس تعداد میں نہیں ہے۔ اب انہوں نے منصورہ (لاہور) کے بالمقابل بیت الحکمت کے نام سے عظیم لائبریری قائم کی ہے۔ جس پر 1986ء میں انہیں صدارتی ایوارڈ بھی مل چکا ہے آج کل وہ سیرت کے موضوع پر جامع اور حیرت انگیز ریسرچ میں مصروف تھے جو سابقہ کتب کے مقابل ایک منفرد کام تھا اللہ تعالیٰ ان کے رفقاء کو اسے پایہ تکمیل تک پہنچانے کی توفیق عطا فرمائے۔

ان کے زاویہ تحقیق کا دوسرا ہدف اقبالیات تھا جس سے انہیں دور طالب علمی ہی سے شغف رہا۔ جب آپ گورنمنٹ کالج ساہیوال میں زیر تعلیم تھے تو کالج کے ادبی مجلہ کے ایڈیٹر بھی رہے تو آپ کی ادارت میں 1965ء میں جہاد نمبر اور 1966ء میں اقبال نمبر شائع ہوئے بعد میں بزم اقبال نے اسے کتابی صورت میں شائع کیا۔ پھر گورنمنٹ کالج شیخوپورہ میں زبان وادب کے استاد کی حیثیت سے مقرر ہوئے تو 1977ء میں علامہ اقبال کے صد سالہ یوم ولادت کی تقریبات کے موقعہ پر عظیم علمی نمائش کا اہتمام کیا اور ساتھ ہی ادبی مجلہ کے تین یادگار نمبر ترتیب دیئے جو قائداعظم‘ علامہ اقبال اور مولانا ظفر علی کی نامور شخصیات کے بارے میں تھے لاہور ملازمت کے دوران 1995ء میں اقبالیات میں ایم فل کیا بحر حال وہ اقبالیات کے سپیشلسٹ تھے۔

اس مناسبت سے انہوں نے مختلف اداروں میں لیکچر دیئے سول سروس اکیڈمی پی سی ایس آفیسر ٹریننگ اکیڈمی نیپا پنجاب انجینئرنگ اکیڈمی مرکزیہ مجلس اقبال کے پلیٹ فارموں سے ان کے خطابات اور تقاریر ہوئیں اسی دوران دنیا کے بہت سے ممالک میں علمی سیاحت کی اور وہاں خطبات پیش کئے۔

میرا ذاتی مشاہدہ ہے کہ وہ واپسی پر مختلف تقریبات میں بیرون ملک سیاحت کے مشاہدات اور علمی تاثرات سے حاضرین کو محظوظ فرماتے اور علمی اداروں اور طلبہ کو ایسے قابل تقلید کارنامے سرانجام دینے پر ابھارتے۔

ان کا دورانیہ خطاب اگرچہ 30-35 منٹ کا ہوتا مگر اس مختصر خطاب میں وہ حاضرین میں روح پھونک دیتے آج سے کوئی 20 سال قبل کی بات ہے کہ کسی عزیز کی تیمارداری کیلئے شیخوپورہ جانا ہوا جمعہ کا روز تھا ہسپتال کے قریب ہی پرانا لاری اڈا کی مسجد میں ادائیگی جمعہ کیلئے گیا تو پروفیسر صاحب کا خطبہ سن کر تعارف وعقیدت کے جذبات نے جنم لیا اور ہمیشہ کیلئے ان کا گرویدہ ہو گیا۔ اس کے بعد متعدد پروگراموں کے سلسلہ میں فیصل آباد تشریف لائے تو طارق اکیڈمی پر مجلس ہوئی جامعہ سلفیہ میں تقریب بخاری کے موقعہ پر ان کا خطاب ہوتا ہر سال نیا موضوع اور نیا انداز ملتا۔

بطور لیکچرار ملازمت کا آغاز تو انہوں نے 1971ء سے کیا مگر انتظامی عہدے پر فائز ہونے کا آغاز 1981ء میں جب حکومت پنجاب نے ڈائریکٹوریٹ آف پبلک لائبریریز قائم کیا تو 1982ء میں آپ اس کے پہلے ڈائریکٹر مقرر ہوئے پھر ترقی کی منازل طے کرتے ہوئے دعوہ اکیڈمی فیصل مسجد اسلام آباد کے ڈائریکٹر اور فیصل مسجد کے خطیب ہونے کا اعزاز ملا۔ ان مراتب پر فائز ہونے کیلئے کسی سفارش یا رشوت کا سہارا نہیں لیا بلکہ ان کی ذاتی قابلیت وعلمی صلاحیت اور ان کی خدمات کا صلہ تھا جس کا عملی اظہار اکتوبر شام ساڑھے نو بجے کمپنی باغ شیخوپورہ میں ایک باوقار عظیم اجتماع اور ہر طبقہ حیات سے تعلق رکھنے والے لوگوں کے جم غفیر سے ہو رہا تھا کہ لوگ پروانہ وار جنازہ میں شرکت کیلئے آ رہے تھے اس موقعہ پر امام اہل سنت کا یہ جملہ یاد آ رہا تھا "بیننا وبینکم یوم الجنائز"

دعا ہے اللہ تعالیٰ ان کی خدمات جلیلہ کو شرف قبولیت دے کر ان کی مغفرت اور رفع درجات کا سبب بنائے اور ان کے شروع کئے ہوئے علمی منصوبوں کی تکمیل کیلئے افراد کو کام کرنے کی توفیق دے۔

آمین یارب العالمین